بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:21

مبلغ دو چیزوں کا اہتمام کرے:(45)

دین کی دعوت دینے والے داعی اور واعظ کو دو چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے:

1: قرآن کریم کی تلاوت

2: نماز کا اہتمام

نوٹ نمبر1: نماز انسان کو فحش اور منکر سے روک دیتی ہے۔

"منکر" ایسے گناہ کو کہتے ہیں جس کے حرام ہونے پر دلیل شرعی ہو

"فحشاء" اس گناہ کو کہتے ہیں جس کو ہر عقل مند شخص برا اور نامناسب سمجھے۔

نوٹ نمبر2: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ نماز گناہوں سے روکتی ہے۔ روکنا اور ہے، چھڑوانا اور ہے۔ نماز پورے آداب کے ساتھ ہو تو پھر گناہوں سے روکتی ہے۔

ہجرت کا حکم:(56)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے دین پر چلنا دشوار تھا تو پہلے انہیں صبر واستقامت کی تعلیم دی گئی۔ یہاں فرمایا کہ اگر ایک جگہ رہتے ہوئے دین پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی عبادت مشکل ہو تو ہجرت کرکے کسی ایسے علاقے کی طرف چلے جائیں جہاں دین پر چلنا آسان ہو، اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے۔

ہجرت کرنے پر شبہ کا ازالہ:(60)

اس آیت میں ایک شبہ کا ازالہ بھی کردیا کہ ہجرت کے وقت کسی کے ذہن میں آسکتا ہے کہ یہاں تو روزگار کی ترتیب بنی ہوئی ہے جب دوسرے علاقے میں

ہجرت کرکے جائیں گے، وہاں روزگار کی ترتیب کیسے بنے گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بہت سے جانور ہیں کوئی بھی اپنا رزق ساتھ اٹھا کر نہیں چلتا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے۔ تو کیا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مرضی کے لیے اپنا وطن چھوڑیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں رزق نہیں دیں گے؟

مشرکین کی مصیبت کے وقت پکار:(65)

مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے اور پھنس جاتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اخلاص کے ساتھ پکارتے۔ مشرک بھی سمجھتے تھے کہ اس مشکل سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔ چونکہ یہ دعا اخلاص سے ہوتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو نجات عطا فرما دیتے تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مؤمن ہو جاتے تھے بلکہ اس گھڑی میں ان کا عقیدہ یہ ہوتا تھا کہ اس مشکل سے خدا کے علاوہ ہمیں کوئی نہیں نکال سکتا۔ اللہ تعالیٰ بچا لیتے یہ پھر شرک شروع کر دیتے۔

مشکلات سے ہارنا نہیں چاہیے:(69)

جو شخص ہمارے دین کے راستے میں مشقت برداشت کرے اور محنت کرے، ہم اس کے لیے اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔ یہ آیت دین پر چلنے والوں کے لیے بڑی خوشخبری ہے کہ جب انسان ہمت نہ ہارے بلکہ مسلسل کوشش و محنت میں لگا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات دور فرما کر راستے کھول دیتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔

سورۃ الروم

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آغاز میں ایرانیوں کے مقابلے میں رومیوں کی فتح کی پیشین

گوئی کی گئی جو سات سال بعد پوری ہوئی، اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ الروم ہے۔

سورۃ روم مکی ہے دیگر مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی دین اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور قیامت کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

شروع سورۃ میں ایک عظیم پیشین گوئی کی گئی ہے جس میں دو خوشخبریوں کا ذکر تھا۔ ایک یہ کہ کچھ سالوں بعد اہل روم [جو اہل کتاب عیسائی تھے] کو ایرانیوں [جو آتش پرست تھے] پر فتح نصیب ہو گی۔ اسی دن مسلمانوں (اہل قرآن) کو مشرکین پر فتح کی صورت میں خوشی نصیب ہو گی۔

اہل روم کے لیے فتح کی پیشین گوئی: (3)

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ دنیا میں دو سپر پاورز آمنے سامنے تھیں: ایک روم دوسری ایران۔ روم کے ہر بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ ایران کے ہر بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ رومی اہل کتاب عیسائی تھے اور ایرانی آتش پرست مجوس تھے۔ ایران مسلسل روم کو شکست دیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ادھر مکہ میں بت پرست مشرکین کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں جب وہ کسی شہر کو فتح کرتے تو مکہ کے مشرکین؛ مسلمانوں کو چڑاتے کہ دیکھو ہمارے ایرانی بھائی مسلسل اہل روم کے مقابلے میں فتح حاصل کر رہے ہیں۔

اس وقت یہ سورت نازل ہوئی جس میں دو پیشین گوئیاں کی گئیں۔ پہلی یہ کہ چند سالوں میں اہل روم اہل ایران پر غالب آجائیں گے۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے اور مسلمان بھی اس سے خوش ہو جائیں گے۔ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کا اس وقت بظاہر کوئی امکان نظر نہیں آرہا تھا۔ اسی وجہ سے مشرکین کے سردار ابی بن خلف نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سو سو اونٹوں کی شرط لگالی تھی کہ اگر آئندہ نو سالوں میں اہل روم غالب آگئے تو میں سو

اونٹ دوں گا و گرنہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو قبول فرمالیا اس وقت تک اس طرح دوطرفہ شرط کی حرمت نہیں آئی تھی۔

اس سورۃ کے نزول کے سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے اس پیشن گوئی کو پورا فرمایا۔ قیصر روم ہرقل نے کسری ایران پر پلٹ کر حملہ کیا جس میں قیصر کو فتح ہوئی۔ یہ وہی سال ہے جس میں غزوہ بدر ہوا تھا۔ یوں دونوں پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔ ابی بن خلف مرچکا تھا اس کے بیٹوں نے شرط کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیے۔ اُس وقت دوطرفہ شرط کی حرمت آچکی تھی اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان اونٹوں کو صدقہ کر دیں۔

قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں:(21)

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں بیان فرمائی ہیں:

1: تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔

2: تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں

3: اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش، زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا بھی ہے۔

4: رات اور دن کا ایک ایک حصہ نیند اور اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے ہے۔

5: بجلی کی چمک سے ڈر اور امید دونوں ہوتی ہیں۔

6: آسمان وزمین اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم ہیں۔

7: آخر میں بعث بعد الموت کو بیان فرمایا کہ ابتدا میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مرنے کے بعد دوبارہ بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرے گا۔

انسانی اعمال کا اثر:(41)

انسانوں نے جو اعمال خود کیے اس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلتا ہے۔اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیامیں جو بھی تکلیف، مصیبت یاطوفان آتا ہے اس کی وجہ انسانی اعمال ہیں۔ ذہن میں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء پر جو تکلیفیں آتی ہیں کیاان کا سبب بھی ان کے اعمال ہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مصیبت ہر حال میں انسانی اعمال کی وجہ سے آئے، مصیبت کے آنے کا سبب کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ مصیبت یاتکلیف انسانی اعمال کے بجائے کسی اور سبب سے بھی آسکتی ہے اور آیت اس کی نفی بھی نہیں کررہی۔بغیر گناہ کے کسی کو کوئی مصیبت یاتکلیف پیش آجائے جیسے انبیاءواولیاء کو جو مصیبتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں، یہ ان کی آزمائش ہوتی ہے اوراسی آزمائش کے ذریعے ان کے درجات کو بلند کیاجاتاہے۔

سورۃ لقمان

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں چونکہ حضرت لقمان حکیم کی نصائح کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائی تھیں،اسی لیے اس سورۃ کا نام بھی انہی کے نام "لقمان"پر رکھا گیاہے۔

قرآن کریم کی اشاعت کاراستہ روکنا:(6)

نضر بن حارث ایک مشرک تھااور تجارت کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا کرتا تھاوہاں سے پرانے بادشاہوں کے قصوں اور کہانیوں پر مشتمل کتابیں یا گانا گانے والی کنیز خرید کرلاتا۔اہلِ مکہ کو جمع کرکے کہتا کہ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں پرانے

وقت کی کہانیاں، عاد اور ثمود کے قصے سناتے ہیں تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ مزیدار کہانیاں سناتا ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ قرآن کریم نہ سنیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا سے غافل کرنے والی باتوں کو خرید لیتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو خدا کے راستے سے بھٹکا دیں اور اس کا مذاق اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں:(12)

1: بیٹا! شرک نہ کرنا، شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

2: اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ اسے حاضر کر دے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ کے علم کا قائل رہنا۔

3: نماز کی پابندی کرنا۔

4: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

5: لوگوں کے ساتھ ترش روئی سے پیش نہ آنا۔

6: زمین پر اکڑ کر نہ چلنا۔

7: میانہ روی کے ساتھ چلنا۔

8: اپنی آواز کو پست رکھنا۔

پانچ چیزوں کا علم:(34)

یہاں پانچ چیزوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ عام طور پر لوگ انہی پانچ چیزوں کے بارے میں بات کرتے ہیں، نجومیوں سے انہی کے بارے میں پوچھتے ہیں، اندازے انہی کے بارے میں لگاتے ہیں۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

قیامت کا علم۔ بارش کب ہو گی، ماداؤں کے پیٹ میں کیا ہے، انسان کیا

کمائے گا اور انسان کہاں مرے گا۔ مذکورہ پانچوں چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ان کے علم کو "مفاتح الغیب" یعنی غیب کی پانچ کنجیاں بھی کہا جاتا ہے۔

سورۃ السجدہ

وجہ تسمیہ:

اس سورت میں آیتِ سجدہ اور سجدہ کا ذکر ہے اسی وجہ سے اس کا نام سورۃ سجدہ رکھا گیا ہے۔

اس سورۃ میں دین اسلام کے بنیادی ارکان توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں اس سورۃ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

آسمان وزمین کی تخلیق:(4)

اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا۔ چھ دنوں سے مراد چھ دنوں کی مقدار ہے کیونکہ اس وقت تو دن رات ہوتے ہی نہیں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوئے۔ یہ متشابہات میں سے ہے اور استواء علی العرش کا معنی ہم نہیں جانتے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

ملاقات کا ہونا یا کتاب کا ملنا:(23)

اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی ہے اور آپ کو قرآن کریم دیا ہے ﴿فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ یہ قرآن ہماری طرف سے ہے اس قرآن میں آپ نے شک نہیں کرنا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے قرآن ہونے میں کوئی شک نہیں تھا لیکن بسا اوقات اس پر مزید پختہ رہنے کے لیے اللہ پاک ایسی بات ارشاد فرماتے ہیں۔

ایک معنی مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اور آپ کی موسیٰ علیہ السلام سے اس دنیا میں ملاقات ہو گی اس ملاقات میں آپ شک نہ کرنا، یقین رکھنا کہ آپ کی ملاقات موسیٰ علیہ السلام ہی سے ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موسیٰ علیہ السلام سے یہ ملاقات معراج کی رات آسمانوں پر ہوئی ہے۔

مقتداء کے لیے دو شرطیں:(24)

اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کا مقتدا اور امام الہدیٰ بناتے ہیں اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

کمالِ علمی۔ کمالِ عملی۔

سورۃ الاحزاب

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں غزوہ احزاب کا ذکر ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام "الاحزاب" رکھا گیا ہے۔

یہ سورۃ مدنی دور میں نازل ہوئی اس میں چند اہم چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کے احکام، غزوہ احزاب، غزوہ بنی قریظہ، ازواج مطہرات، ختم نبوت، پردہ کے احکام وغیرہ۔

تین رسومات کی تردید:(4)

عرب میں تین باتیں بہت مشہور تھیں:

- ایک بات یہ تھی کہ جو آدمی سمجھ دار ہوتا تو لوگ اس کے بارے میں کہتے کہ اس کے دو دل ہیں۔
- دوسری یہ تھی کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو "تم میرے لیے ایسی ہو جیسے

میری ماں کی پشت" کہہ دیتا تو وہ اپنی بیوی کو ماں کی طرح حرام سمجھتا۔

- تیسری یہ تھی کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیتا تو وہ اسے ایسے سمجھتا جیسے حقیقی بیٹا ہو، میراث میں شریک کرتا، اس کی بیوی سے اس کی طلاق یا وفات کے بعد نکاح کو حرام سمجھتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تینوں رسومات کی تردید فرمائی کہ جس طرح کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہو سکتے ایسے ہی انسان کی دو قسم کی مائیں نہیں ہو سکتیں کہ ایک تو اس کی سگی ماں ہو اور دوسری ظہار کی ہوئی بیوی ماں بن جائے۔ اسی طرح انسان کے دو قسم کے بیٹے بھی نہیں ہو سکتے کہ ایک اس کا حقیقی بیٹا ہو اور دوسرا منہ بولا بیٹا بن جائے۔

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم جان سے عزیز:(6)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مؤمنین کو ان کی اپنی جانوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں اور ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود بھی مسلمانوں کی وراثت کا مال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ مؤمنین کے اپنے قریبی رشتے داروں میں تقسیم ہوتا ہے۔ تو پھر متبنیٰ کو کیسے وراثت مل سکتی ہے!

غزوہ خندق کا واقعہ:(9)

یہاں سے لے کر آیت نمبر 27 تک غزوہ احزاب کا مختلف پہلوؤں سے تذکرہ چل رہا ہے۔ مشرکین مکہ نے احد و بدر میں ناکامی کے بعد عرب کے مختلف قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جمع کرکے بارہ سے پندرہ ہزار کا لشکر تیار کیا اور مدینہ منورہ پر حملے کی نیت سے نکلے۔ ادھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل گئی آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق مدینہ

منورہ کے باہر خندق کھودی گئی۔ مشرکین نے تقریباً ایک ماہ تک محاصرہ کیا۔ بالآخر خدائی مدد سے تیز آندھی چلی جس سے مشرکین بھاگ گئے۔ مدینہ سے یہود بنی قریظہ نے عہد شکنی کی تو غزوہ خندق سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق ان کے مردوں کو قتل کیا گیا اور ان کے نابالغ بچوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا گیا۔ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا بھی ذکر فرمایا ہے جنہوں نے حیلے بہانے کر کے غزوہ میں شریک ہونے سے عذر پیش کیا تھا۔

ازواج مطہرات کا ذکر:(28)

اس آیت کو "آیتِ تخییر" بھی کہتے ہیں۔ ازواج مطہرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ خندق اور جنگ بنی قریظہ کی فتوحات کے بعد نفقہ بڑھانے کا ایک جائز مطالبہ کیا تھا۔ لیکن یہ ازواج مطہرات کی شان کے لائق نہیں تھا۔ اس لیے ان آیات کو نازل کر کے ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور اپنی اس سوچ کو بدلیں۔ اور اگر دنیا کی زیب وزینت کو اختیار کرنا چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرلیں۔ لیکن قربان جایئے اپنی ماؤں پر کہ انہوں نے پہلی صورت اختیار کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں، اور ان شاءاللہ آخرت میں بھی ساتھ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی روحانی ماؤں کی قدراور ان کی ناموس کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پارہ نمبر:22

ازواجِ مطہرات کے لیے ہدایات:(32)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے مقام کو بیان فرمایا کہ ان کا مقام ومرتبہ دیگر عورتوں سے بڑھ کر ہے۔اس لیے اگر وہ تقویٰ اختیار کریں گی تو ثواب بھی دوگنا ملے گا،اگر گناہ کریں گی تو عذاب بھی دوگنا ملے گا۔ یہاں انہیں چھ ہدایات بھی دی ہیں: 1: اگر کوئی بندہ مسئلہ پوچھنے آئے تو جان بوجھ کر نزاکت سے بات نہ کریں، وگرنہ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہے اس کے دل میں طمع پیدا ہوگی۔ 2:اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہیں۔ 3:قدیم جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھریں۔ 4: نماز کی پابندی کیا کریں۔ 5: زکوۃ ادا کیا کریں۔ 6: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا کریں۔مذکورہ ہدایات اگرچہ ازواج مطہرات کو ہیں لیکن اس میں دیگر تمام مسلمان عورتیں بھی شامل ہیں۔

اہلِ بیت میں کون کون شامل ہیں؟(33)

مذکورہ ہدایات پر عمل کرنے کا فائدہ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ازواج مطہرات سے اللہ تعالیٰ گندگی کو دور رکھ کر ایسی پاکیزگی عطا فرمائیں گے جو ہر طرح سے مکمل ہوگی۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اہلِ بیت میں پہلے پیغمبر کی بیویاں، پھر پیغمبر کی اولاد، پھر اولاد کی اولاد اور پھر داماد شامل ہیں۔اس آیت کے ماقبل اور مابعد سے معلوم ہورہاہے کہ ازواج مطہرات تو اہل بیت کا براہ راست مصداق ہیں، جبکہ عمومِ الفاظ اور صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق چاروں بنات(حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن)اور ان کی اولاد اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں داماد اہل بیت میں شامل ہیں۔

حکمِ خدا اور حکمِ مصطفیٰ کے سامنے سرِ تسلیمِ خم:(36)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ کرنا چاہا تو حضرت زینب اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ حضرت زید آزاد کردہ غلام تھے جبکہ حضرت زینب قریشی خاندان سے تھیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اونچے خاندان والی عورت کا ایک آزاد کردہ غلام سے نکاح معیوب سمجھا جاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادیں تو پھر کسی مؤمن اور مؤمنہ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اس فیصلہ کو قبول نہ کریں۔ اس آیت کے نزول کے بعد دونوں (بہن بھائی) نے سر خم تسلیم کیا اور نکاح پر راضی ہو گئے۔ رضی اللہ عنہما

حضرت زید و زینب رضی اللہ عنہما کا واقعہ:(37)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کرادیا۔ چونکہ زینب بنت جحش اونچے خاندان سے تھیں اور حضرت زید آزاد کردہ غلام تھے اس لیے ان کی آپس میں ان بن رہتی تھی۔ بالآخر حضرت زید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق دینے کے لیے مشورہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈریں طلاق نہ دیں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے آگاہ فرمادیا تھا کہ طلاق ہو گی اس کے بعد آپ حکم خداوندی سے حضرت زینب سے نکاح کریں گے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اظہار نہیں فرمارہے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہونے سے مخالفین کو اعتراضات کا موقع مل جاتا کہ اپنے منہ بولے

بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس رسم کو مٹانا تھا کہ منہ بولا بیٹا احکامات میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طلاق کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح ہو گیا۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں؛ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت:(40)

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا بھی ضروری ہے اور آخری نبی ماننا بھی ضروری ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہ مانے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو نبی مانے مگر آخری نبی نہ مانے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات:(45)

یہاں دو آیات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت یا دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر گواہی دیں گے جب گزشتہ امتیں اپنے نبیوں کی تکذیب کریں گی۔ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں اور ایسے چراغ ہیں جو امت کو روشنی دیتے ہیں۔

خاتم الانبیاء کی خصوصیات:(50)

یہاں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ایک خصوصیات بیان ہو رہی ہیں۔ نمبر ایک: چار سے زائد بیویاں آپ کے لیے حلال ہیں۔ نمبر دو: مال فئی میں جو باندی آپ کی ملکیت میں آجائے تو وہ آپ کے لیے حلال ہے، خاصیت اس طرح ہے

کہ تقسیم سے پہلے آپ کسی باندی کو لے سکتے ہیں۔ نمبر تین: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چچا کی بیٹیاں، پھوپھی کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں صرف وہ حلال ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ نمبر چار: اگر کوئی ایمان والی عورت اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ کرے بغیر حق مہر کے اور پیغمبر پاک اس سے نکاح کرنا چاہیں تو نکاح ہو سکتا ہے۔

کھانے کی دعوت کے آداب:(53)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا اور لوگوں کو بلایا تو بعض احباب کھانا تیار ہونے سے پہلے آ گئے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تو چھوٹا سا تھا، بٹھانے کی جگہ نہیں تھی تو حضرت زینب دیوار کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئیں۔

کھانا کھالیا گیا لیکن بعض لوگ نہیں اٹھے اور وہیں پر باتیں کرنے کے لیے جم کر بیٹھ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناگوار گزرا تو آپ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ آپ جب واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ پھر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سے آپ کو ناگواری ہوئی تو ان لوگوں کو احساس ہوا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔

اس آیت میں فرمایا کہ تین باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

- جن کو کھانے پر بلایا جائے صرف وہ آئیں۔
- کھانے سے پہلے جا کر نہ بیٹھیں، اس سے میزبان کو مشغول ہونا پڑتا ہے۔
- کھانا کھا کر چلے جایا کریں، وہاں بیٹھے نہ رہیں۔ آج بھی ان آداب کی رعایت ضروری ہے۔

ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت:(53)

اس آیت سے ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت نص قطعی سے ثابت

ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طبعی اور فطری بات ہے کہ جو غیور آدمی ہے وہ اپنی منکوحہ کو خواہ طلاق دے دے، کسی اور کو اس کا شوہر بننا اسے طبعاً ناگوار گزرتا ہے۔ عام بندے کی طبعی ناگواری کا خیال نہیں رکھا گیا لیکن پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طبعی تقاضے کا اللہ تعالیٰ نے خیال فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز دیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے کبھی نکاح نہ کرنا کہ اس سے نبی کو طبعاً ناگواری محسوس ہو گی۔

پردے کا حکم:(59)

اے پیغمبر ! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور ایمان والی عورتوں سے فرمائیں کہ وہ پردہ کریں۔ اس آیت سے پردہ کا حکم ثابت ہو رہا ہے۔ یہ حکم صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام ایمان والی عورتوں کو حکم ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلیں تو بڑی چادر اوڑھ لیں۔ ایسی چادر ہونی چاہیے جس سے جسم کی ساخت چھپ جائے۔ چادر ہو یا برقعہ؛ دونوں میں اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

انسان؛ بارِ امانت کا حامل:(72)

"امانت" سے مراد شریعت ہے۔ اللہ رب العزت نے امانت یعنی عقائد اور اعمال دونوں پیش فرمائے آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر اور ساتھ اختیار دیا کہ تم چاہو تو لے لو اور تم چاہو تو نہ لو تو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے اس بار کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور نوع انسانی نے اس کو اٹھالیا۔

سورۃ سبا

وجہ تسمیہ:

اس سورت میں قوم سبا کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اسی لیے اس سورت کا نام

"سبا" رکھا گیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے فضائل:(10)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو حسنِ صوت عطا فرمائی تھی۔ جب حضرت داود علیہ السلام تسبیح و ذکر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ حضرت داود علیہ السلام کے ساتھ مل کر تسبیح کریں۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لوہے کو ان کے لیے نرم فرمادیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ سے اسے موڑ کر زرہ وغیرہ بناتے تھے اور بڑے عمدہ طریقے اور سلیقے سے بناتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کے معجزات اور انعامات:(12)

اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمادیا تھا۔ وہ اس کے ذریعے دور دراز کا سفر مختصر وقت میں طے کر لیتے تھے۔ تخت ہوا میں اڑتا اور ایک مہینے کی مسافت صرف ایک صبح یا شام میں طے کر لیتا۔ جنات کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا، جیسے چاہتے ان سے کام لیتے۔ تانبے کا چشمہ بھی تھا اس سے برتن وغیرہ بناتے۔

سلیمان علیہ السلام کی وفات:(14)

سلیمان علیہ السلام ایک دن عبادت کے لیے عصا لے کر کھڑے ہو گئے۔ جنات دیکھ رہے تھے کہ آپ عبادت کے ساتھ ساتھ ہماری نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ اسی دوران ملک الموت نے باذن اللہ آپ کی روح قبض کرلی۔ آپ علیہ السلام فوت ہوگئے لیکن جنات یہی سمجھتے تھے کہ سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں اور نگرانی کر رہے ہیں۔ ایک سال تک جنات اپنے کام میں لگے رہے۔ جب تعمیر کا کام مکمل ہوا اللہ نے دیمک کے کیڑے کو بھیجا، اس نے سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھایا، عصا ٹوٹا تو سلیمان علیہ السلام زمین پر گر گئے۔ پھر جنات کو پتا چلا کہ سلیمان علیہ السلام کو فوت

ہوئے تو ایک سال گزر گیا ہے اور ہم کام میں لگے ہیں۔ اس سے دو باتیں مقصود تھیں: بیت المقدس کا باقی ماندہ کام مکمل ہو جائے اور یہ واضح ہو جائے کہ جنات عالم الغیب نہیں ہیں۔

قوم سبا کا واقعہ: (15)

قوم سبا کے رہنے کی جگہ میں اللہ تعالی نے برکت عطا فرمائی تھی۔ ملک یمن کے دار الحکومت کا نام ہے "صنعاء" اس سے تین منزل کے فاصلے پر ایک شہر تھا "مآرب" اس میں یہ قوم آباد تھی۔ یہ بہت خوبصورت جگہ تھی۔ ان کی سڑکوں کے دونوں طرف پھل دار باغات کے سلسلے تھے جو دور تک چلے گئے تھے۔ پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں یہ شہر آباد تھا۔

یہاں کے بادشاہوں نے پہاڑوں کے درمیان میں ایک مضبوط ڈیم بنادیا تھا جس میں پانی کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ کر لیا جاتا تھا۔ پہاڑوں سے آنے والا پانی اور بارشوں کا پانی اس میں ذخیرہ ہوتا تھا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی ناقدری کی تو اللہ تعالیٰ نے بند توڑنے کے لیے چوہے بھیجے۔ ان چوہوں نے بنیادوں کو کاٹا، وہ بند ٹوٹ گیا اور تباہی وبربادی ہو گئی۔

غور و فکر کی دعوت: (46)

مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہتے تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان سے فرمائیں کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تعصب اور ضد کو چھوڑ کر انصاف کرتے ہوئے آپس میں مشورہ کر و یا تنہائی میں بیٹھ کر سوچ وبچار کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اندر چالیس سال تک رہے ہیں بچپن سے لے کر اب تک سارے حالات تمہارے سامنے ہیں۔ ان کی صداقت وامانت کے تم بھی قائل ہو کیا ایسا شخص مجنون ہو سکتا ہے؟

سورۃ الفاطر

وجہ تسمیہ:

اس سورت کی پہلی آیت میں فاطر کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس کا نام "فاطر "رکھ دیا گیا ہے۔ سورت فاطر مکی سورت ہے دیگر مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی توحید، رسالت اور آخرت کو ثابت کیا گیا ہے۔ مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکین اور کفار کی تکذیب سے پریشان نہ ہوا کریں، آپ کی ذمہ داری صرف تبلیغ کرنا ہے۔

فرشتے قاصد ہیں:(1)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ قاصد کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرشتے واسطہ ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں سے کسی کے دو پر ہیں، کسی کے تین پر ہیں، کسی کے چار پر ہیں، لیکن اس میں حصر نہیں ہے اس سے زائد بھی ہوسکتے ہیں جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں روایت میں ہے کہ ان کے چھ سو پر ہیں۔

کلمات طیبات کا مصداق:(10)

پاک کلمات سے مراد کلمہ توحید ہے اور اس کے علاوہ دیگر اذکار بھی اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کے چڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلمات اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاتے ہیں۔ اور نیک عمل کے اس کلمہ کو اوپر اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ کلمات کی نفسِ قبولیت کے لیے تو اعمال شرط نہیں لیکن قبولیتِ تامہ کے لیے اعمال شرط ہیں۔

مؤمن کی تین قسمیں ہیں:(32)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا ہے، ان میں سے یہاں تین کا ذکر ہو رہا ہے:

(1) ﴿ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ﴾ جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔یعنی جو نیک اعمال کرتے ہیں اور گناہوں سے نہیں بچتے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔

(2) ﴿ مُّقْتَصِدٌ ﴾ جو درمیانی راستہ اختیار کرنے والے ہیں۔یعنی حلال کام کرتے ہیں اور حرام سے بچتے ہیں لیکن مکروہات سے نہیں بچتے اور مستحبات کو نہیں کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

(3) ﴿ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ ﴾ جو نیکیوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔یعنی حلال کام کرتے ہیں اور حرام سے بچتے ہیں، مستحبات اپناتے ہیں اور مکروہات سے بچتے ہیں لیکن اس کے باوجود بعض مباح چیزیں جن کے کرنے کی اجازت ہے، وہ انہیں عبادت میں حد درجہ انہماک یا شبہات کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں، یہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

جانوروں کی ہلاکت کا مطلب:(45)

اگر اللہ تعالیٰ اعمالِ کفریہ کی وجہ سے سزا دیں تو اس زمین پر کسی ذی روح کو نہ چھوڑیں، خواہ وہ جانور ہو یا انسان۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جانور انسانوں کے فائدے کے لیے بنائے گئے تھے جب انسانوں کو نہیں رکھنا تو پھر جانوروں کے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

سورۃ یٰسٓ

وجہ تسمیہ:

حروف مقطعات میں سے دو حروف "یا، سین" سے اس سورۃ کا آغاز ہوا، اسی مناسب سے اس کا نام "یس" رکھا گیا ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل:

اس سورۃ کو قرآن کریم کا دل کہتے ہیں۔ صبح اس کو پڑھنے سے پورے دن کے کام درست رہتے ہیں۔ ان آیات میں نص قطعی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بذات خود حکمت سے لبریز قرآن کریم کی قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ (اے میرے محبوب!) آپ یقیناً پیغمبروں میں سے ہیں۔ آیت نمبر پانچ میں آپ کا منصبی فریضہ بیان کیا گیا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادوں کو پہلے نہیں ڈرایا گیا۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات ہیں کیونکہ یہاں حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

تین رسولوں کا قصہ:(13)

گزشتہ آیات میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان تھا۔ اب یہاں سے آگے کئی آیات تک تین رسولوں کا قصہ بیان کیا جارہا ہے۔ قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ نہ تو بستی کا تعین کیا اور نہ ہی رسولوں کے ناموں کا۔ البتہ بعض روایات میں بستی کا نام انطاکیہ اور رسولوں کے نام صادق، صدوق اور شلوم یا شمعون علیہم السلام بتائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے دو رسولوں کو بھیجا، لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید وتقویت کے لیے تیسرے رسول کو بھیجا لیکن بستی والوں نے ان کی بات نہ مانی اور تکذیب کی۔

حبیب نجار کی ہمدردی:(20)

"رجل"کانام روایات میں حبیب بن اسماعیل نجار بتایا گیا ہے، یہ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے رسولوں کی دعوت پر ایمان قبول کرلیا تھا۔ جب انہوں نے شہر والوں کا یہ حال سنا کہ وہ رسولوں کے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں تو وہ دوڑتے ہوئے شہر میں آئے اور قوم کو ہمدردی کے طور پر بڑے احسن انداز میں سمجھایا کہ رسولوں کی بات مان لو۔ لیکن قوم نے انہیں شہید کر دیا۔